# جناب زینب (س) کے خطبوں کا فلسفیانہ تجزیہ

مؤلف: ڈاکٹر محمد رنجبر حسینی وطاہرہ عطار
مترجم: مولانا مقداد حیدر روحانی

جناب زینب (س) نے امام حسینؑ کی تحریک کی بقامیں موثراور اہم کردار ادا کیا۔آپ نے اسیروں کے قافلے کی ہمراہی اور پاسبانی کے علاوہ، کوفہ اور شام میں اپنے خطبوں اور تقریروں کے ذریعہ حکومت کے کارندوں اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے احتجاج کیا جس کی وجہ سے امام حسینؑ کی حقانیت اور مظلومیت ثابت ہوئی ، انقلاب عاشورہ کو حیات ابدی ملی اور بنی امیہ کی حکومت رسوا ہوئی۔جناب زینب (س) کے احتجاجوں میں ایک خاص منطق حکم فرما تھی جس کی وجہ سے اس دور کے معاشرے پر ان کا بہت اچھا اثر پڑا۔

احتجاج اور مناظرہ وہ مطلوب اور موثر طریقہ ہے جس سے حضرت پیغمبر اکرمؐ نے اپنی رسالت الٰہی کو عوام تک پہونچانے میں مدد لی اور آپ کے بعد ائمہؑ معصومینؑ نے بھی اس سعادت بخش پیغام کی تبلیغ میں اسی طریقہ کو اپنایا جس کا لوگوں پر اثر بھی ہوا۔

قرآن کریم انسانوں کے لئے ایک سعادت بخش کتاب ہے اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔اسی قرآن مجید میں ایک طرف مسلمانوں کو جدل اور بے فائدہ بحثوں سے منع کیا گیا ہے اور دوسری طرف، بحث اور مباحثے کی ہمت افزائی کی گئی ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

وَلَاتُجَادِلُوا اَهلَ الكِتابِ اَلّا بالَّتي هِيَ اَحسَن۔ترجمہ: اہل کتاب کے ساتھ مجادلہ نہ کرو مگر احسن طریقے سے۔[۱]

---

۱۔ سورہ عنکبوت، آیت ۴۶

دین مبین اسلام نے تبلیغ کے لئے خاص طریقہ اپنایا ہے جو دوسروں کے تبلیغی طریقوں سے الگ ہے لہٰذا اس کے احکام اور دستور العمل کی شناخت ضروری ہے۔ قرآن کریم میں تبلیغ اور ہدایت کے طریقہ کے سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے:

> ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔ ترجمہ: آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دیں اور ان سے اس طریقہ سے بحث کریں جو بہترین طریقہ ہے کہ آپ کا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بہک گیا ہے اور کون لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔[1]

خداوند متعال نے دین حق کی طرف دعوت کو حکمت کے پیرائے اور موعظہ حسنہ میں محدود کیا ہے لیکن جدال احسن کو جدل کرنے والوں کے شبہات کو دور کرنے کے لئے مخصوص کیا ہے[2]۔ اگر مناظرہ اور تبادل فکر و نظر، تبلیغی طریقے کے عنوان سے اور اپنے اصول، شرائط و ضوابط کی رعایت کے ساتھ انجام دیا جائے تو دعوت و تبلیغ کے راستے میں ایک مقدس اور بامقصد فعل ہونے کی وجہ سے کامیابی ضرور ملے گی۔[3]

جرات کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام سے زیادہ کسی بھی آئین میں فکر و عقیدہ کی آزادی نہیں پائی جاتی ہے یہاں تک کہ مخالفین، حتی کہ اس آئین کہ قائدین کے سامنے بھی اپنے عقیدے کا اظہار کر سکتے ہوں اور ان سے بحث و گفتگو کر سکیں اور نئے عقیدہ کو قبول کرنے یا نہ کرنے میں آزاد ہوں۔ حیات پیغمبر خداؐ اور ائمہ معصومینؑ میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جہاں مخالفان اسلام نے ان سے مناظرہ اور بحث و گفتگو کی ہے اور اصول و فروع اسلام پر تبصرہ بھی کیا ہے اور بنا کسی توہین کے، ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔[4]

حضرات معصومین علیہم السلام بھی احتجاج میں صحیح منطق کے ذریعہ احقاق حق اور ابطال باطل کی کوشش کرتے تھے۔ اسی سیرت پر عمل کرتے ہوئے جناب زینب(س) نے واقعہ کربلا کے بعد اسیری کے

---

۱۔ سورہ نحل، آیت ۱۲۵

۲۔ دیلمی، حسن بن محمد، ارشاد القلوب (جلد ۱)، ص ۳۱

۳۔ حسینی ہمدانی نجفی، محمد، درخشان پرتوی از اصول کافی، ص ۲۴۶؛ مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، بحار الانوار، ص ۱۶۸

۴۔ محمدی ری شہری، محمد، مناظرہ و گفتگو در اسلام، ص ۱۱

سخت دنوں میں ہر موقع پر لوگوں کو آگاہ کرنے کی کوشش کی اور امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کی مظلومیت اور بنی امیہ کے مظالم کو بیان کیا جس کے نتیجہ میں امام حسینؑ کا پیغام عام ہوا اور لوگوں کو آپ کی حقانیت کا پتہ چلا۔

مناظرہ اور تبلیغ دین کی اہمیت کے پیش نظر اس مضمون میں معتبر روائی منابع سے استفادہ کرتے ہوئے، یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح جناب زینب(س) نے اپنے خطبوں کے ذریعہ ظالم حکومت کے خلاف احتجاج کیا اور اپنے بھائی امام حسینؑ کی حقانیت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحات تاریخ پر رقم کر دیا۔

## احتجاج اور مناظرہ

حجّت لغت میں برہان کے معنی میں آیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ۔ ترجمہ: کہہ دو دلیل کامل خدا کے لئے ہے اگر چاہتا ہر ایک کو ہدایت کرتا[1]۔

حجّت ایک ایسی دلیل ہے جو مقصد کو روشن اور واضح کرتی ہے۔ اسی طرح محاجّہ، حجّت لانے کے معنی میں ہے، یعنی کوئی شخص اپنی حجّت اور دلیل کے ذریعہ دوسروں کو اپنی دلیل سے منصرف کرنا چاہے۔[2] علم کلام کی خاص اصطلاح میں احتجاج، ایک قسم کی علمی اور استدلالی بحث ہے جو کہ امام علیہ السلام نے گمراہ لوگوں سے کیا ہے، یعنی اگر لوگ غلطی اور گمراہی میں پڑے ہیں یا جہالت اور نادانی میں غوطہ کھا رہے ہیں یا فکری طور پر منحرف ہیں تو امام علیہ السلام کا فرض ہے کہ ان لوگوں سے مناظرہ اور احتجاج کریں اور انہیں شبہات اور فکری انحراف سے نجات دلائیں۔ مناظرہ کسی چیز کی حقیقت اور ماہیت کے بارے میں ایک دوسرے سے بحث و گفتگو کو کہتے ہیں۔ مناظرہ، آمنے سامنے کی گفتگو اور نظریاتی بحث، سخن اور خطابہ کو بھی کہتے ہیں۔[3]

اسلام کی نظر میں احتجاج اور مناظرہ میں جو چیز زیادہ حائز اہمیت ہے، وہ اتمام حجّت ہے یعنی احتجاج و مناظرہ میں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ ہم الزامی طور پر سامنے والے کو اپنا ہم فکر بنالیں گے بلکہ یہ سوچنا چاہئے کہ اگر ہم سامنے والے کو اپنا ہم فکر نہ بھی بنا سکے تو کم از کم ہم نے اتمام حجّت کر لی ہے۔ اگر انسان اس نکتہ کو

---

۱۔ سورہ انعام، آیت ۱۴۹

۲۔ راغب اصفہانی، حسین بن محمد، ترجمہ و تحقیق مفردات الفاظ قرآن (جلد ۴)، ص ۳۶۵

۳۔ ایضاً، ص ۳۶۵

ذہن میں رکھے گا تو وہ کبھی بھی مناظرہ میں زور زبردستی اپنی بات نہیں منوائے گا بلکہ صرف دلیل اور برہان پیش کرے گا اور اس کا دو مقصد ہوگا: پہلے یہ کہ اس نے اپنا فرض پورا کیا اور اور دوسرے یہ کہ قیامت کے روز، سامنے والا یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ:

"اگر میں نے اس برہان اور استدلال کو سنا ہوتا تو ضرور، ایمان لے آتا"۔[1]

جناب زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے خطبوں کے ذریعہ حکومت بنی امیہ اور کوفیوں اور شامیوں کے خلاف احتجاج کیا جس کے نتیجے میں یزید رسوا ہوا اور امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب کی مظلومیت ظاہر ہوئی۔ اس مضمون میں ہم ان خطبوں کو تجزیہ کرکے ان میں موجود منطقی پہلو کو بیان کریں گے۔

اگر کوفہ و شام میں جناب زینب(س) کی تقاریر کا بہ نظر غائر مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ نے کتنی خوبصورتی سے خطبہ کو شروع کیا ہے، بحث کو کیسے آگے بڑھایا ہے اور پھر کیسے اس سے مطلوبہ نتیجہ نکالا ہے۔ آپ کے خطبہ کے مطالعہ سے ہمارے ذہن میں امام حسینؑ اور امام سجادؑ کا خطبہ آتا ہے۔ یزید اپنے دربار میں امام حسینؑ کے سر اقدس کے ساتھ بدتمیزی کرتا ہے اور آپ کے خاندان کی توہین کرتا ہے جس کے جواب میں جناب زینب(س) نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے یزیدیوں کے اعمال اور کردار پر اس طرح تبصرہ کیا کہ وہ بزم یزید کی رسوائی کی بزم میں تبدیل ہو گئی۔ اس خطبہ میں جناب زینب(س) حمد اور ثنائے الٰہی اور رسول اکرمؐ پر درود کے بعد، قرآن کریم سے استناد کرتے ہوئے، بدکاروں کی سزا کے بارے میں بتاتی ہیں تاکہ مخاطب کا ذہن حقایق کو دریافت کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

آپ مسلسل سوال کے ذریعہ یزید کے اعمال اور اس کے دعوے کی حقیقت کو واضح کرتی ہیں اور قرآن مجید کا حوالہ دیتے ہوئے ظالم کی ظاہری فتح اور زندگی کو پروردگار کی جانب سے ایک مہلت بتاتی ہیں تاکہ وہ اپنے گناہوں کا بوجھ اور بھاری کرلے۔

پھر کچھ سوالوں کے ذریعہ آپ خاندان پیغمبرؐ کی حالت کا یزید کی عورتوں سے مقابلہ کرتی ہیں اور اس کی عدالت پر سوال اٹھاتی ہیں جس سے یزید کی رسوائی اور بڑھتی ہے۔ یہاں تک کہ خطبہ کے اختتام تک یزید کے لئے رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں بچتا اور اہل بیت کی عزّت و عظمت پہلے کی طرح برقرار رہتی ہے۔[2]

---

۱۔ جمالی، نصرت اللہ، روش گفتمان یا مناظرہ، ص۹

۲۔ طبرسی، احمد بن علی، الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۸۔۳۱۰

## پر اثر لہجہ سے فطرت کو بیدار کرنا

جناب زینب سلام اللہ علیہا، کوفہ میں ان لوگوں سے روبرو تھیں جو امام حسینؑ سے اپنی بیعت توڑ چکے تھے اور کربلا کے دردناک واقعہ کے وجود میں آنے کی وجہ تھے کیونکہ اگر اہل کوفہ حضرت امام حسینؑ کی مدد کرتے تو آپ کا کنبہ اسیر اور پابند رسن نہ ہوتا۔ بنابرایں جناب زینب کبریٰ(س) کوفیوں کی ضمیر اور فطرت کو بیدار کرنا چاہتی تھیں اور ان کے اس فعل کی قباحت کو بتانا چاہتی تھیں۔ آپ پر تاثیر لہجہ میں کوفیوں کی خفتہ فطرت کو بیدار کرتی ہیں۔ شہر کوفہ میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ فرماتی ہیں:

اَتَدرُونَ وَیلَکُم اَیَّ کَبَدٍ لِمُحَمَّدٍ فَرَثتُم وَ اَیَّ عَهدٍ نَکَثْتُم وَ اَیَّ کَرِیمَةٍ لَهُ اَبرَزْتُم وَ اَیَّ حُرْمَةٍ لَهُ هَتَکْتُم وَ اَیَّ دَمٍ لَهُ سَفَکْتُم لَقَد جِئتُم شَیئاً اِدّاً تَکادُ السَّمَاواتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الاَرْضُ وَ تَخِرُّ الجِبَالُ هَدّاً لَقَد جِئتُم بِهَا شَوهَاءَ صَلْعَاءَ عَنْقَاءَ سَودَاءَ فَقمَاءَ خَرقَاءَ کَطِلاعِ الاَرضِ اَو مِلءِ السَّمَاءِ اَفَعَجِبْتُم اَن تُمْطِرَ السَّمَاءُ دَماً وَ لَعَذابُ الاٰخِرَةِ اَخزیٰ وَ هُم لایُنصَرونَ فَلا یَستَخِفَّنَّکُم المَهْلُ فَاِنَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَایَحفِزُهُ البِدارُ وَ لایَخشَی عَلَیهِ فَوتُ النَّارِ کَلَّا اِنَّ رَبَّکَ لَنَا وَ لَهُم لَبِالْمِرْصَاد۔

ترجمہ: کیا تم جانتے ہو کس جگر گوشہ رسولؐ کو پارہ پارہ کیا اور کس عہد و پیمان کو توڑا ہے، کس پردہ نشین عورتوں کو بے پردہ کیا اور ان کی حرمت کو پارہ پارہ کیا اور کس کا خون بہایا؟ تم نے عجیب عمل انجام دیا ہے کہ نزدیک ہے اس کے ہول سے آسمان بکھر جائے اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ آپس میں ٹکرا کر چور چور ہو جائیں۔ یہ ایسی مصیبت ہے جو بڑی سخت اور منحوس ہے جس میں راہ چارہ بند ہے۔ اگر آسمان سے خون کی بارش ہو تو حیرت کی کوئی بات نہیں ہے اور آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کرنے والا ہے، اور کوئی مددگار نہ ہوگا، تاخیر اور مہلت تمہیں ہٹ دھرم نہ بنائے کہ خداوند عالم عجلت سے پاک اور منزہ ہے اور وہ ہماری اور تمہاری گھات میں ہے۔[1]

دربار یزید میں، فتح کے نشہ میں چور یزید کو مخاطب کرتے ہوئے جناب زینب(س) نے فرمایا:

---

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۴

اَمِنَ الْعَدْلِ یَابْنَ الْطُّلَقَاءِ تَخْدِیْرُکَ حَرَائِرَکَ وَ اِمَاءَکَ وَ سَوقُکَ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ سَبَایَا قَد هَتَکْتَ سُتُورَهُنَّ وَ اَبدَیتَ وُجُوهَهُنَّ تَحْدُو بِهِنَّ الاَعدَاءُ مِن بَلَدٍ اِلَی بَلَدٍ وَ تَسْتَشْرِفُهُنَّ المَنَاقِلُ وَ یَتَبَرَّزْنَ لِاَهْلِ المَنَاهِلِ وَ یَتَصَفَّحُ وُجُوهَهُنَّ القَرِیبُ وَ البَعِیدُ وَ الغَائِبُ وَ الشَّهِیدُ وَ الشَّرِیفُ وَالوَضِیعُ وَ الدَّنِی وَ الرَّفِیعُ لَیسَ مَعَهُنَّ مِن رِجَالِهِنَّ وَلِیٌّ وَلَا مِنْ حُمَاتِهِنَّ حَمِیٌّ۔ ترجمہ: اے میرے جد کے ہاتھوں اسیر ہونے والے اور اس کے بعد آزاد کردئے جانے والے کے بیٹے! کیا یہ عدل ہے کہ تو اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردہ میں بٹھائے اور رسول اللہؐ کی بیٹیوں کو اسیر بنا کر ادھر اُدھر پھرائے، ان کی پردہ دری کرے، ان کے چہروں کو کھلا رکھے، ان کے دشمن انھیں ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائیں اور دور و نزدیک کے رہنے والے اور پست و شریف ان کے چہروں کو دیکھیں، ان کے مردوں میں سے نہ کوئی تیماردار باقی ہے اور نہ مددگار، نہ نگہبانی کرنے والا اور نہ مدد کرنے والا[۱]۔

## استفہامی تقریر

استفہامی تقریر میں تقریر کرنے والا مخاطب سے ایسی باتوں کے بارے میں پوچھتا ہے جنہیں اس نے بھلادیا ہے لیکن وہ ان کا اقرار کرتا ہے۔ سوال کرنے والا گویا اس استفہام کے ذریعہ مخاطب سے اقرار لیتا ہے تاکہ حقیقت آشکار ہوجائے۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا کے احتجاج میں اس بات کو بہ وضوح دیکھا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر کوفیوں کو خطاب کرتے ہوئے آپ فرماتی ہیں:

اَتَبْکُوْنَ اَخِی اَجَلْ وَاللّٰهِ فَابکُوا فَاِنَّکُم اَحْرَی بِالبُکَاءِ...وَ اَنَّی تَرْحَضُونَ قُتِلَ سَلِیلُ خَاتَمِ النُّبُوَۃِ وَ مَعدِنِ الرِّسَالَۃِ وَ سَیِّدُ شَبَابِ اَهلِ الجَنَّۃِ۔ ترجمہ: کیا میرے بھائی کے لئے روتے ہو، ہاں خدا کی قسم روؤ کہ رونے کے لائق ہے، مگر کس طرح اس ننگ و عار کو اپنے سے دھو سکوگے کہ خاتم الانبیا کے فرزند، معدن رسالت اور سید جوانان اہل جنّت کو قتل کیا ہے؟[۲]

---

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۸
۲۔ ایضاً، ص ۳۰۳

ملک شام میں یزید ملعون کو مخاطب کرکے آپ نے فرمایا:

هَلْ رَأيُکَ اِلَّا فَنَدٌ وَ اَیَّامُکَ اِلَّا عددٌ وَ جَمْعُکَ اِلاَّ بَدَدٌ یَوْمَ یُنَادِی الْمُنَادِی: اَلاَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَی الظَّالِمِیْنَ۔ ترجمہ: کیا تمہاری رائے سستی اور خرافات کے سوا کچھ اور ہے۔ کیا تمہاری زندگانی کم نہیں ہے۔ کیا تمہاری سلطنت کا مقدر انتشار کے علاوہ کچھ اور ہے۔ جس روز منادی آواز دے گا: "ہوشیار ہو جاو، ظالمین اور غاصبین پر خدا کی لعنت ہے"۔[1]

## قاطع اور دنداں شکن جواب

مناظرہ میں اگر سامنے والا کوئی غلط دعوی کرتا ہے تو مستدل اور قاطع جواب سے اس کی غلطی کو ثابت کیا جاسکتا ہے۔ یہ حاضر جوابی اور مدلل کلام، سخن باطل کو نطفہ میں ہی ختم کردیتا ہے۔ کوفہ کے دارالامارہ میں عبیداللہ بن زیاد اس کوشش میں تھا کہ کسی بھی طرح سے جناب زینب سلام اللہ علیہا سے شکست کا اقرار کرالے لیکن آپ اپنے مدلل اور قاطع جواب سے مسلسل اس کے حیلہ اور بہانے کو باطل کرتی رہیں۔ ابن زیاد نے کہا: اَلْحَمْدُلِلهِ الَّذِی فَضَحَکُمْ وَ قَتَلَکُمْ وَاَکْذَبَ اَحدوثکم۔ ترجمہ: میں خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے تمہیں رسوا اور قتل کیا اور تمہارے دعوے کی تکذیب کی۔

جناب زینب(س) نے اس کے جواب میں فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلهِ الَّذِی اَکرَمْنَا بِنَبِیهِ مُحَمَّد وَ طَهَّرْنَا مِنَ الرِّجْس تطهیرا ، اِنَّمَا یَفْتَضِح الفَاسق وَ یَکْذِبُ الفَاجر وَهُوَ غَیْرُنَا۔ ترجمہ: میں تعریف کرتی ہوں اس اللہ کی جس نے ہمیں اپنے پیغمبرؐ کے وسیلہ سے بزرگی عطا فرمائی اور ہمیں ہر رجس سے پاک بنایا، مفتضح اور رسوا اور جھوٹے وہ ہیں جو فاسق اور فاجر ہیں اور ہم ان میں سے نہیں ہیں۔[2]

---

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۱۰؛ بحار الانوار، ج ۴۵، ص ۱۶۰

۲۔ ایضاً (جلد ۱)، ص ۴۷۱

جناب زینب(س) یہ بتانا چاہتی ہیں کہ صرف انسان نما فاسق اور خود پسند اور بد کردار لوگ رسوا ہوتے ہیں اور بد فکر اور بد کردار عناصر ہی جھوٹ گھڑتے ہیں اور فاسق وفاجر وہ لوگ ہیں جو دوسروں کی آزادی اور حقوق کو پایمال کرتے ہیں اور دوسروں کی زندگی کو کھلونہ سمجھتے ہیں نہ کہ ہم خاندان وحی اور رسالت۔[1]

ابن زیاد نے کہا: دیکھا خدا نے تمہارے بھائی حسینؑ اور تمہارے خاندان کے ساتھ کیا کیا؟۔ فخر کائنات شہزادی زینب(س) نے دلیرانہ انداز میں جواب دیا:

> مَا رَأَیتَ اِلّاجَمِیْلاً ، ھولاء قوم کتب اللہ علیھم القتل فبرزوا الی مضاجعھم و سیجمع اللہ بینک و بینھم فتحاج و تخاصم،فانظرلمن الفلح۔ ترجمہ: میں نے اچھائی اور نیکی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ وہ لوگ (امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب) ایسے لوگ تھے جن کے لئے خداوند عالم نے شہادت مقرر فرمائی اور وہ لوگ اپنے مقتل کی طرف دوڑ پڑے۔ بہت جلد خدا انھیں اور تجھے اکٹھا کرے گا۔ اس کے بعد تجھ سے خصومت کے ساتھ سوال وجواب ہوگا۔ دیکھنا اس روز فتح کس کی ہوگی۔[2]

اسیران کربلا کا قافلہ یزید کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہ خیزران کی چھڑی سے امام حسینؑ کے سر مبارک کی بے ادبی کرتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی فتح اور امام حسینؑ کی شکست پر شعر پڑھتا ہے۔ جناب زینب(س) نے قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے اس کے اس دعوے کو باطل قرار دیا:

> فَمَهْلاً مَهْلاً! لاَ تَطِشْ جَهْلاً! أَنَسِيتَ قَوْلَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنَّمَا نُمْلِي لَهُم خَيرٌ لِاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا اِثْمَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔ ترجمہ: تھوڑا آہستہ! جاہلانہ قدم نہ اٹھا! کیا خداوند متعال کے اس قول کو بھلا دیا: اور کافر ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ یہ مہلت جو ہم نے انہیں دی ہے وہ ان کے لئے خیر ہے۔ ہم نے تو انھیں اس لئے مہلت دی ہے تاکہ وہ اور زیادہ گناہ کریں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے؟[3]

---

۱۔ ابن نما حلی، جعفر بن محمد، در سوگ امیر آزادی (ترجمہ مثیر الاحزان)، ص ۳۰۴

۲۔ در سوگ امیر آزادی (ترجمہ مثیر الاحزان)، ص ۹۰

۳۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۸

بعض اوقات مناظرہ میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے جو کسی امر کے واقع ہونے کی حتمی طور تائید کرتا ہے، مثلاً قسم کے ساتھ بات کو شروع کرنا۔ جناب زینب(س) کے خطبوں میں یہ بات کئی مقامات پر قابل ملاحظہ ہے۔ آپ یزید کے دربار میں ارشاد فرماتی ہیں:

فَوَاللهِ الَّذِی شَرَّفَنَا بِالوَحْیِ وَالْکِتَابِ وَالنُّبُوَّةِ وَالانْتِخابِ، لَاتُدْرِکُ أمَدَنَا وَلَا تَبلُغُ غَایَتَنَا وَلَا تَمحُو ذِکْرَنَا وَلَا یُرْحَضُ عَنکَ عَارُنَا۔ ترجمہ: قسم اس خدا کی جس نے ہمیں وحی، کتاب اور نبوت کے ساتھ برتری عطا فرمائی اور انتخاب کیا، ہمارے ذکر کو ذہنوں سے مٹا نہیں سکتے اور ہماری وحی کو جسے خداوند متعال نے بھیجا ہے مٹا نہیں سکتے اور ہماری بلندی کو نہیں پہونچ سکتے اور اس ظلم کے ننگ و عار سے خود کو دور نہیں کر سکتے۔[1]

آپ اسی خطبہ میں ارشاد فرماتی ہیں:

لَعَمْرِی لَقَدْ نَکَأْتَ الْقَرْحَةَ و اسْتَأْصَلْتَ الشَّافَةَ بِإرَاقَتِکَ دَمَ سَیِّدِ شَبَابِ اَهلِ الْجَنَّةِ وَ ابْنَ یَعسُوبِ دِینِ العَرَبِ وَشَمْسِ آل عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔ ترجمہ: میری جان کی قسم سردار جوانان جنّت، پیشوائے عرب کے فرزند اور آل عبد المطلب کے خورشید کا خون بہا کر تم نے زخم کو ناسور بنا دیا اور فضیلت و تقویٰ کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکا ہے[2]!

## مغالطے کی تردید

مناظرہ میں سامنے والے کے مغالطات کی تردید بھی بہت ضروری ہے۔ مغالطہ کرنے والا، مخاطب کو دھوکہ دیکر اپنی شکست کی بھرپائی کرنا چاہتا ہے یا اپنے غلط مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مغالطہ کی سو سے زائد قسمیں ہیں[3]۔ دوسروں پر تہمت لگانا بھی ایک طرح کا مغالطہ ہے۔ مناظرہ سے بچنے، شکست کی بھرپائی یا مخاطب کے ذہن کو بدلنے کے لئے مد مقابل پر تہمت لگائی جاتی ہے، جیسے کافر اور مشرک اپنی

---

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۱۰؛ بحار الانوار (ج ۴۵)، ص ۱۵۹
۲۔ ایضاً، ص ۳۰۹
۳۔ خندان، علی اصغر، منطق کاربردی، ص ۱۲۰

شکست کے بعد، پیغمبروں پر جادو گر اور ساحر ہونے کا الزام لگاتے تھے۔ جناب زینب (س) نے اپنی تقریر میں ابن زیاد اور یزید کے مغالطوں کو ظاہر کرکے کلام حق اور امام حسینؑ کی مظلومیت کو آشکار کیا۔

کوفہ کے دارالامارہ میں عبیداللہ بن زیاد، آپ کے دنداں شکن جواب سے حیران ہوگیا اور لاجواب ہو کر کہا: هٰذه سجّاعةٌ وَلَعمری لقد کان ابوک شاعراً سجّاعاً۔ ترجمہ: یہ عورت با قافیہ کلام کرتی ہے، میری جان کی قسم تمہارے والد بھی شاعر اور قافیہ پرداز تھے۔[1]

جناب زینب (س) نے اس مغالطہ کے جواب میں فرمایا:

> مَا لِلْمراة والسجاعة اِنَّ لی عَنِ السِجاعة لشُغلا و انی لاعجب ممَّن یشتفی بقتل ائمته و یعلم انهم منتقمون منه فی الآخرته۔ ترجمہ: اے ابن زیاد، عورت کا قافیہ سے کیا کام؟ مجھے تعجب ہے اس سے جو اپنے اماموں کے قتل سے، اپنے دل کی شفا چاہتا ہے اور جانتا ہے کہ کل روز قیامت وہ لوگ، اس سے انتقام لیں گے۔[2]

دوسرے لفظوں میں جناب زینب (س) یہ کہنا چاہتی ہیں کہ اے ابن مرجانہ! مجھے قافیہ سرائی اور کلام سازی سے کیا کام؟ وہ ظلم جو خاندان وحی و رسالت کے حق میں ہوا ہے اس نے مجھے کہاں بولنے کے لائق چھوڑا کہ میں دل کے شعلوں کو پراگندہ کروں! میں ان لوگوں کی شقاوت سے حیران ہوں جو ائمہ نور کے قتل کو اپنے دل کا مرہم سمجھ رہے ہیں، وہ بھی اس حال میں کہ جانتے ہیں کہ پاکباز اور سرفراز شہداء خدا کے دربار میں ان قاتلوں سے بدلہ لیں گے۔[3]

دربار یزید میں ایک مرد شامی نے اس گمان میں کہ یہ اسراء، رومی اسیر ہیں، یزید لعین سے دختر امام حسینؑ کو بطور کنیز خریدنے کا مطالبہ کیا۔ اس وقت یزید لعین اور جناب زینب (س) کے بیچ مناظرہ ہوا اور بات یہاں تک پہونچی کہ یزید لعین نے کہا: فقط تمہارے باپ اور بھائی تھے جو دین سے خارج ہوئے! یہ یزید

---

۱۔ ابن نما، حلی، مثیر الاحزان، ص ۹۰

۲۔ مثیر الاحزان، ص ۹۱

۳۔ در سوگ امیر آزادی، ص ۳۰۶

لعین کا مغالطہ تھا اور وہ امام علیؑ اور امام حسینؑ کو دین سے منحرف اور خارج بتانا چاہتا تھا۔ جناب زینب (س) کے واضح اور مستحکم جواب نے اس کے مغالطہ کو باطل کر دیا۔ آپ نے فرمایا:

بِدِیْنِ اللهِ وَدِیْنِ اَبِی وَدِیْنِ اَخِی اهْتَدَیْتَ اَنْتَ اِنْ کُنْتَ مُسْلِماً۔ ترجمہ: خدا کے دین، میرے (جد) والد اور میرے بھائی کا جلوہ تھا کہ تو نے ہدایت پائی اگر واقعاً تو مسلمان ہے[1]!

یہ بہترین جواب تھا کیونکہ کسی مغالطہ کا بہترین جواب، اس دعوے کا بطلان اور مقابل کے مغالطہ کو واضح کرنا ہوتا ہے۔

## مقابل کے دعوے کی چھان بین

احتجاج میں کبھی یہ ضروری ہوتا ہے کہ مناظرہ کرنے والا سامنے والے کے دعوے کی چھان بین کرے تاکہ بعد میں اچھی طرح سے اس کا جواب دے سکے۔ یزید لعین نے عوام کو فریب دینے کے لئے اپنے آپ کو پیغمبر اسلامؐ اور ان کے اہلبیتؑ کا چاہنے والا بتانا چاہا اور واقعہ کربلا سے اپنے آپ کو الگ دکھانا چاہا۔ جناب زینب(س) نے اسلام اور مسلمانوں کے طئے یزید کی ہمدردی کو بے بنیاد اور فریب بتاتے ہوئے اسے رد کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ یزید نبوت اور قرآن کا منکر ہے:

عُتُوّاً مِنْکَ عَلَی اللهِ وَ جُحُوداً لِرَسُولِ اللهِ وَدَفْعاً لِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اللهِ وَلَا غَرْوَ مِنْکَ وَلَاعَجَبَ مِن فِعْلِکَ وَ أَنّی تُرْتَجَی مُرَاقَبَةُ مَنْ لَفَظَ فَوهُ أَکبَادَ الشُّهَدَاءِ و نَبَتَ لَحْمُهُ بِدِماءِ السُّعَداءِ وَنَصَبَ الحَرْبَ لِسَیِّدِ الأَنْبِیاء وَجَمَعَ الأَحْزَابَ وَ شَهَرَ الحِرَابَ وَهَزَّ السُّیُوفَ فِی وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلیهِ وَآله أَشَدِّ العَرَبِ جُحُوداً وَ أَنکَرِهِمْ لَهُ رَسُولاً وَأَظْهَرِهِم لَهُ عُدْوَاناً، وَأَعْتَاهُم عَلَی الرَّبِّ کُفراً وَطُغْیَاناً، اِلا اِنَّهَا نَتِیجَةُ خِلالِ الْکُفرِ وَضَبٍّ یُجَرْجِرُ فِی الصَّدرِ لِقَتْلَی یَومِ بَدرٍ ۔ ترجمہ: خدا کے سامنے تیری اتنی گستاخیاں اور رسول خداؐ کی رسالت کا انکار اور قرآن مجید کی مخالفت، تعجب آور نہیں ہے کیونکہ تجھ جیسے کے اعمال سے کوئی تعجب نہیں، کس طرح دلسوزی اور غمگساری کی امید کی

---

ا۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (ج ۲)، ص ۳۱۰

جاسکتی ہے جن کے دہن پاکباز لوگوں کے جگر چبائیں اور باہر پھینک دیں اور جن کے گوشت شہیدوں کے خون سے بنیں اور سرور انبیاکے خلاف جنگ چھیڑیں، تمام قبیلوں کو جمع کرکے اعلان جنگ کریں اور تلواروں کو رسول خداؐ پر کھینچ لیں؟ یہ تمام عرب میں خدا کا سب سے زیادہ منکر تھا، رسول خدا کا ناشکرا تھا اور سب سے زیادہ خدا سے دشمنی کا اظہار کرتا تھا، کفر و طغیان میں پروردگار کے سامنے متکبر ترین فرد تھا! ہوشیار ہو جاؤ یہ سبھی کفر اور کینہ کا بچا ہوا نتیجہ ہے کہ تیرے سینے سے مردگان بدر کے لئے غرّاہٹ نکل رہی ہے۔[1]

اسی طرح جناب زینب(س) نے خاندان پیغمبرؐ سے یزید لعین کی دشمنی کو ثابت کیا:

فَلَا یَسْتَبْطِيُ فِی بُغْضِنَا أَهْلَ الْبَیتِ مَن کَانَ نَظَرُهُ إِلَیْنَا شَنَفاً وَ أَضْغاناً یُظْهِرُ کُفرَهُ بِرَسُولِ اللّٰهِ وَ یُفْصِحُ ذَٰلِکَ بِلِسَانِهِ وَهُوَ یَقُولُ فَرِحاً بِقَتلِ وُلْدِهِ وَ سَبیِ ذُرِّیَّتِهِ غَیرَ مُتَحَوِّبَ وَ لَا مُسْتَعْظِمٍ:

لَاَهَلُّوا وَاسْتَهلُّوا فَرَحاً        وَلَقَالُوا یَا یَزِیدُ لَا تَشَلَ

مُنْحَنِیاً عَلَی ثَنَایَا أَبِی عَبدِاللّٰهِ وَ کَانَ مُقَبَّلُ رَسُولِ اللّٰهِ یَنکُتُهَا بِمِخصَرتِهِ قَدِ الْتَمَعَ السُّرُورُ بِوَجْهِهِ۔ ترجمہ: پھر کس طرح ہمارے خاندان سے دشمنی میں جلدی نہ کرے وہ شخص جو ہماری طرف چشم کینہ اور بغض سے دیکھتا ہے، رسول خداؐ سے اپنے بغض کا اظہار اور زبان سے اقرار کر رہا ہے۔ اور اولاد رسولؐ کے قتل اور ان کی ذریت طاہرہ کی اسیری پر خوشی کا اظہار کر رہا ہے اور باپ دادا پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے: خوشی اور سرور سے چہک چہک کر کہہ رہے تھے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں!

اور اپنا رخ ابو عبد اللہ کے دانتوں کی طرف کرتا ہے، جو بوسہ گاہ رسول خداؐ تھے، اور اپنے نجس عصا سے ان پر مارتا ہے اور خوشی اور مستی اس کے رخساروں سے ظاہر تھی۔[2]

---

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (ج ۲)، ص ۳۰۷
۲۔ ایضاً، ص ۳۰۹

یہاں پر سننے والے کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا ایسے شخص کا دعوائے اسلام اور مسلمانوں کے خلیفہ اور رہبر ہونے کا دعوی قابل قبول ہے؟

جناب زینب(س) نے یزید لعین کی ظاہری فتح کو بنیاد سے ہی باطل بتایا اور دلیرانہ انداز میں فرمایا:

أظَنَنْتَ يَا يَزِيدُ حِينَ أخَذْتَ عَلَيْنَا اَقْطَارَ الارْضِ وَضَيَّقْتَ عَلَيْنَا آفَاقَ السَّمَاءِ فَأصْبَحْنَا لَکَ فی اِسَارٍ نُسَاقُ اِلَيْکَ سَوْقاً فِي قِطَارٍ وَأنْتَ عَلَينَا ذُواقْتِدَارٍ، أنَّ بِنَا مِنَ اللهِ هَوَاناً وَعَلَيْکَ مِنهُ کَرَامَةً وَامْتِنَاناً وَأنَّ ذٰلِکَ لِعظَمِ خَطَرِکَ وَجَلَالِهِ قَدْرِکَ! فَشَمَخْتَ بِأنْفِکَ وَنظَرْتَ فِي عَطْفِکَ: تَضْرِبُ أصْدَرَيْکَ فَرَحاً وَتَنْفُضُ مِذْرَوَيْکَ مَرَحاً حِيْنَ رَأيْتَ الدُّنيَا لَکَ مُسْتَوسِقَةً وَالُامُورَ لَدَيْکَ مُتَّسِقَةً وَ حِينَ صَفَا لَکَ مُلْکُنَا وَخَلَصَ لَکَ سُلْطَانُنَا۔ فَمَهْلاً مَهْلاً! لاَ تَطِشْ جَهْلاً! أنَسِيتَ قَولَ اللهِ عَزَّ وَجَلّ: (وَلَا يَحسَبَنَّ الَّذِينَ کَفَرُوا اَنَّمَا نُمْلِي لَهُم خَيرٌ لِاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُملِي لَهُم لِيَزدَادُوا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ)۔

ترجمہ: اے یزید، کیا تو گمان کرتا ہے کہ چونکہ تو نے تمام زمین اور آسمان کو ہمارے لئے بند کر دیا ہے اور راہ چارہ مسدود کر دی ہے اور ہمیں غلاموں اور کنیزوں کی طرح چہار سو پھرایا ہے لہٰذا ہم خدا کے نزدیک ذلیل ہیں اور تو اس کے نزدیک با وقعت ہے اور ہم پر تیرا یہ غلبہ خدا کے نزدیک آبرو والا ہے۔ بس ناک بڑی کر لی اور تکبّر کیا اور فخر محسوس کرنے لگا، تو خوش ہو گیا کہ دنیا تیرے قبضہ میں ہے اور تیرے افعال اچھے ہیں، ہمارے ملک اور بادشاہی تجھے خوبصورت لگی۔ تھوڑا آہستہ! جاہلانہ چال مت چل! کیا خداوند متعال کے قول کو بھلا دیا: کافر یہ گمان نہ کریں کہ جو انھیں ہم نے مہلت دی ہے ان کے لئے بہت خیر ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم نے انھیں مہلت دی تا کہ وہ اور زیادہ گناہ کریں اور ان کے لئے شدید عذاب آمادہ ہے؟[1]

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (ج۲)، ص۳۰۸

## صبر کرنا اور غصہ سے پرہیز

کربلا کے اسیروں کو ابن زیاد کے پاس کوفہ میں لایا گیا۔ وہ غرور اور جیت کے نشہ میں اسیران کربلا کو ایک ایک کرکے تحقیر آمیز نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ جناب زینب (س) کے قریب پہونچ کر پوچھتا ہے، یہ عورت کون ہے؟ کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اس نے اپنے سوال کو دہرایا۔ جناب زینب (س) کی کنیزوں میں سے ایک نے کہا: یہ شہزادی جناب زینب جناب فاطمۃ الزہرا (س) کی بیٹی ہیں اور وہ رسول خدا کی بیٹی ہیں۔ ابن زیاد نے اپنا رخ جناب زینب (س) کی طرف کرکے کہا: میں تعریف کرتا ہوں خدا کی کہ اس نے تمہیں رسوا کیا اور راستے سے ہٹا دیا اور تمہاری باتوں کی تکذیب کی۔

جناب زینب (س) نے وقار و متانت اور صبر و شکیبائی کے ساتھ فرمایا:

> اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَکْرَمْنَا بِنَبِیِّهِ مُحَمَّد وَ طَهَّرْنَا مِنَ الرِّجْس تَطْهِیراً اِنَّمَا یَفْتَضح الفَاسِق وَ یَکْذِبُ الفَاجِر وَ هُوَ غَیرُنَا۔ ترجمہ: میں تعریف کرتی ہوں اس خدا کی جس نے ہمیں اپنے پیغمبرؐ کے ذریعہ بزرگی عطا فرمائی اور ہمیں ہر رجس اور ناپاکی سے پاک بنایا۔ ذلیل و رسوا اور جھوٹے لوگ وہ ہیں جو فاسق و فاجر ہیں اور ہم ان میں سے نہیں ہیں۔[1]

ابن زیاد لعین، جناب زینب (س) کی دلیرانہ منطق کے سامنے متحیر تھا۔ دوسرے ظالموں کی طرح وہ بھی بد گوئی پر آمادہ ہو گیا اور کہنے لگا: لَقَدْ شَفَانِی اللهُ مِن طَغاتک وَ العَصاة المردة من اَہْلِ بَیْتِکَ! ترجمہ: خدا نے تمہارے بھائی اور ان کے خاندان اور ان کے باغی اصحاب کو قتل کرکے میرے دل کے زخموں اور تکلیفوں پر مرہم رکھ دیا۔[2]

حضرت علیؑ کی عالمہ غیر معلّمہ بیٹی نے فرمایا:

لَقَدْ قَتَلْتَ کهلی وَ قطعت فرعی و اجتثثت اَصلِی فَاِن تَشْفَیتَ بهذا فَقَدِ اِشْتَفَیْتَ۔

ترجمہ: ہمارے بزرگوں کو قتل کر دیا، ہماری شاخوں کو قطع کر ڈالا، ہماری بنیاد کو جڑ سے

---

۱۔ اعلام الوری باعلام الہدی (ج ۱)، ص ۴۷۱
۲۔ ایضاً، ص ۴۷۲

اکھاڑ دیا، اگر یہی تیری شفا تھی تو تو اس تک پہونچ گیا۔[1]

جناب زینب کبریٰ(س) نے ابن زیاد کو سمجھایا کہ تو نے بہت ظالمانہ طریقہ سے ہمارے خاندان کے بزرگوں کو صرف دعوت حق اور انسانوں کی حمایت کے جرم میں شہید کر دیا اور اس درخت کی شاخوں کو کاٹ ڈالا اور اپنے گمان میں حیرت انگیز شرارت کے ساتھ، اس تناور اور ثمر آور مقدس درخت کو اکھاڑ پھینکا! اب اگر میرے حسینؑ اور ان کے اصحاب اور جوانوں کو قتل کرنے سے تیرے دل کو شفا ملتی ہے تو اپنی شیطانی گمان میں شفا پا گیا ہے![2]

## شجاعت کے ساتھ واضح اور قطعی بیان

جناب زینب(س) نے کوفہ کے دارالامارہ میں جو خطبہ دیا نیز وہ خطبہ جو آپ نے دربار یزید میں ارشاد فرمایا، ان دونوں سے آپ کی بہادری اور صراحت بیان پوری طرح واضح اور آشکار ہے، جس سے دربار میں موجود تمام افراد متاثر ہوئے اور یزید اور امویوں کا غرور چکنا چور ہو گیا۔ خاص کر اس وقت جب یزید ملعون سے آپ نے فرمایا:

وَمَا اسْتِصْغَارِی قَدْرَکَ، وَلَا اسْتِعْظَامِی تَقرِیعَکَ، تَوَهُّمَاً لِانْتِجَاعِ الخِطَابِ فِیکَ بَعدَ أنْ تَرَکْتَ عُیُونَ الْمُسْلِمِینَ بِهِ عَبْرَی وَصَدْرَهُم عِندَ ذِکْرِهِ حَرّی فَتِلْکَ قُلُوبٌ قَاسِیَةٌ وَ نُفُوسٌ طَاغِیَةٌ وَأجسَامٌ مَحشُوَّةٌ بِسَخَطِ اللهِ وَ لَعنَةِ الرَّسُولِ قَدْ عَشَّشَ فیهِ الشَّیطَانُ وَفَرَخَ وَمَنْ هُنَاکَ مِثْلُکَ مَا دَرَجَ وَ نَهَضَ۔

ترجمہ: اور اگرچہ مصائب روزگار نے میرے ساتھ یہ ظلم کیا (اور مجھے اسیر بنا کر یہاں تک لایا) اور مجبوراً تجھ سے کلام کر رہی ہوں، پھر بھی تجھے بہت پست جانتی ہوں، تجھ پر لعنت وملامت کرتی ہوں (اور تیری یہ جاہ وحشمت، میرے لئے ڈر اور وحشت کا باعث نہیں اور نہ میں ڈرتی ہوں اور نہ ہاری ہوں اور یہ رونا اور بیتابی تیری ہیبت اور تمکنت کی وجہ سے نہیں ہے) مسلمانوں کو میرے بھائی اور خاندان کے سوگ میں رلا چکا اور ان کے دلوں کو

---

۱۔ اعلام الوری باعلام الہدی (ج۱)، ص ۴۷۲

۲۔ در سوگ امیر آزادی، ص ۳۰۵

برپا کردیا۔ تیرے اعوان وانصار اس راہ میں شقی القلبی دکھا چکے۔ ان کی سرکش روحیں خدا اور رسول کے غضب و لعنت سے بھریں جن کے جسم میں شیطان نے گھونسلہ بنا کر انڈے دے دیئے ہیں، اور اسی گروہ پر تکیہ کرکے تو نے یہ قدم اٹھایا۔[1]

یزید لعین کے ناشائستہ افعال کو بیان کرنے کے بعد جناب زینب (س) نے اس طرح کے اعمال کی وجہ کو واضح اور قطعی طور پر اس طرح بیان فرمایا:

> عَتَوًّا مِنْکَ عَلَى اللهِ ، وَجُحُوداً لِرَسُولِ اللهِ وَدَفْعاً لِمَا جَاءَ بِهِ مِن عِنْدِ اللهِ وَلَا غَرْوَ مِنْکَ وَلَاعَجَبَ مِنْ فِعْلِکَ ۔ترجمہ: تیرے یہ سارے اعمال خدا کے ساتھ تیری گستاخیاں، رسول خدا کے انکار کرنے اور قرآن مجید کو رد کرنے کی وجہ سے ہیں اور تجھ جیسے انسان سے اس طرح کے اعمال تعجب خیز نہیں ہیں۔[2]

جناب زینب (س) کے کلام کی صراحت اور قاطعیت پر دوسری دلیل وہ جواب تھا، جو آپ نے یزید لعین کو دیا۔ مرد شامی نے جناب فاطمہ بنت امام حسینؑ کو کنیز کے عنوان سے یزید سے مطالبہ کیا۔ جناب زینب (س) نے مرد شامی سے کہا: جھوٹ گڑھتا ہے اور ذلیل حرکت کرتا ہے، خدا کی قسم یہ کام نہ تجھ سے اور نہ اس (یزید) سے ہوسکے گا۔

یزید لعین نے غصہ میں آکر کہا: یہ میری طاقت میں ہے اگر چاہوں تو یہ کرسکتا ہوں۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے دلیرانہ انداز میں فرمایا:

> كَلّاَ وَاللهِ مَا جَعَلَ اللهُ ذَلِکَ لَکَ اِلَّا اَنْ تَخْرُجَ مِنْ مِلَّتِنَا وَ تَدِینَ بَغَیرِ دِینِنَا۔
> ترجمہ: خدا کی قسم ہرگز خداوند عالم نے اسے تیرے لئے قرار نہیں دیا ہے، مگر یہ کہ اگر چاہے، ہمارے دین اور آئین سے خارج ہوجا اور دوسرا دین اختیار کرلے۔[3]

---

۱۔ اعلام الوری باعلام الہدی (ج۲)، ص۳۰۹
۲۔ ایضاً، ص۳۰۸؛ بحار الانوار (ج۴۵)، ص۱۵۸
۳۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (ج۲)، ص۳۱۰

امام حسینؑ کے قیام کے سلسلہ میں جناب زینب (س) کے مناظروں اور احتجاجوں کی تشریح اور تحلیل سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ گرچہ جناب زینب (س) ایک عورت تھیں اور معصومہ نہ تھیں لیکن پیغمبر اکرمؐ کے دین کو زندہ وجاوید بنانے میں آپ کے احتجاج کا طریقہ وہی ائمہ معصومینؑ کا طریقہ کار اور راہ حق اور حقیقت تھا۔جناب زینب (س) نے نہ صرف کربلا میں اسلام کو ختم ہونے سے بچایا بلکہ روز عاشورہ سے ہی ایک سرپرست کے عنوان سے مختلف مقامات پر روشن فکرانہ خطبوں کے ذریعہ ،اموی حکومت کی عوام فریبی ، حقیقی اسلام سے ان کا انحراف اور اہل بیت پیغمبرؐ سے ان کی بدسلوکی کو سب پر واضح کیا اور امویوں کے اصلی چہرہ کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور امام حسینؑ کے قیام کے اصل پیغام کو ان کے ذہنوں تک پہنچایا۔

اس بانوئے مکرمہ نے کوفہ میں امام حسینؑ سے بے وفائی کرنے والوں کے وجدان کو مخاطب کرتے ہوئے ،گناہوں کے مرتکب افراد کی ملامت کی۔آپ نے عبید اللہ ابن زیاد کے ساتھ مناظرہ میں دلیرانہ اور عالمانہ طریقہ سے شہدائے کربلا کا دفاع کیا اور ملک شام میں یزید کے سامنے بہادری کے ساتھ خطبہ ارشاد فرمایا اور حقیقت کو ہر ایک پر روشن کردیا۔ ہمیں جناب زینب (س) کی سیرت اور روش سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔جس وقت عوام غلط پروپگنڈے کی وجہ سے غفلت کا شکار ہوں اور حق اور باطل میں تمیز کرنا مشکل ہو جائے تو اس وقت خاموش نہیں رہنا چاہئے بلکہ ہمیں چاہئے کہ صحیح منطق کے ساتھ احتجاجوں کے ذریعے حق اور حقیقت کا دفاع کریں۔

## منابع و مآخذ


- قرآن کریم
- ابن نما حلی، جعفر بن محمد، درسوگ امیر آزادی (ترجمہ مثیر الاحزان)، مترجم: علی کرمی، نشر حاذق، قم، ۱۳۸۰ش
- ابن نما حلی، جعفر بن محمد، مثیر الاحزان، بہ تصحیح مدرسہ امام مہدیؑ، نشر مدرسہ امام مہدی، قم، ۱۴۰۶ق
- جمالی، نصرت اللہ، روش گفتمان یا مناظرہ، نشر مہدیہ، قم، ۱۳۸۶ش
- حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعہ، انتشارات موٴسسۃ آل البیت، قم، ۱۴۰۹ق
- حسینی ہمدانی نجفی، محمد، درخشان پرتوی از اصول کافی (ج ۲)، چاپخانہ علمیہ، قم، ۱۳۶۳ش
- خندان، علی اصغر، منطق کاربردی، انتشارات سمت، تہران، ۱۳۷۹ش
- دیلمی، حسن بن محمد، ارشاد القلوب (ج ۱)، ترجمہ رضایی، تہران، ۱۳۷۷ش

- دہخدا، علی اکبر، لغت نامہ، زیر نظر محمد معین وسید جعفر شہیدی، انتشارات وچاپ دانشگاہ تہران، ۱۳۷۷ش
- راغب اصفہانی، حسین بن محمد، ترجمہ و تحقیق مفردات الفاظ قرآن (ج ۴)، مترجم: غلامرضا خسروی، محقق/مصحح: غلامرضا خسروی حسینی، مرتضوی، تہران، ۱۳۷۴ش
- سید بن طاودس، علی بن موسی، سوگنامہ کربلا (ترجمہ لہوف)، مترجم: محمد طاہر دزفولی، انتشارات مؤمنین، قم، ۱۳۷۸ش
- شریف قرشی، شیخ باقر، زندگانی حضرت امام حسینؑ (ج۱)، بنیاد معارف اسلامی، ۱۳۸۰ش
- طبرسی، احمد بن علی، الاحتجاج علی اہل اللجاج، بہ تصحیح محمد باقر خرسان، نشر مرتضی، مشہد، ۱۴۰۳ق
- طبرسی، فضل بن حسن، الکافی، بہ تصحیح علی اکبر غفاری ومحمد آخوندی، تہران، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۴۱۷ق
- محمدی ری شہری، محمد، مناظرہ و گفتگو در اسلام، دار الحدیث، سازمان چاپ ونشر، قم، ۱۳۸۳ش
- مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، بحار الانوار، بہ تصحیح جمعی از محققان، انتشارات داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق
- مظفر، محمد رضا، المنطق، انتشارات جامعہ مدرسین، قم، ۱۳۸۸ش